

حکیم مومن خان مومن دہلوی

شاعر کا تعارف:

رئیس المتغزلین حکیم مومن خان مومن کا تعلق ایک حکیم خاندان سے تھا۔ مومن، غالب اور ذوق کے ہم عصر شاعر تھے۔ وہ علم نجوم، علم رمل اور علم موسیقی میں کمال مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے قصیدہ، رباعی اور مثنوی بھی لکھی مگر ان کا اصل میدان غزل گوئی تھا اور غزل گوئی میں انھوں نے شہرت حاصل کی۔

ان کی شاعری میں تغزل کا رنگ نمایاں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا مزاج عاشقانہ تھا۔ انھیں زندگی سے پیار تھا۔ ان کی غزل خالص طور پر عشق و عاشقی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ وہ عاشقوں کی وارداتِ قلبی کو بیان کرتے ہیں۔ مومن کا ہر عشقیہ شعر ان کا ذاتی تجربہ تھا۔ ان کی شاعری میں انسانی جذبات اور انسانی رویے بھی موجود ہیں۔ مومن کی شاعری میں نازک خیالی، ایہام گوئی، تخلص کا پہلو دار استعمال، معاملہ بندی اور تشبیہات و استعارات کا استعمال بھی بہت زیادہ ہے۔ ان کی شاعری میں سادگی اور پرکاری دونوں موجود ہیں۔ مومن کا مندرجہ ذیل شعر نازک خیالی اور سہل ممتنع کی بہترین مثال ہے اور غالب جیسا بڑا شاعر مومن کے اس ایک شعر کے بدلے اپنا پورا دیوان دینے کو تیار تھے۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا

جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

مومن کی غزل گوئی کی خصوصیات:

حسن و عشق کے مضامین (تغزل، روایتی انداز، رومانوی شاعری):

مومن کی شاعری میں تغزل کا استعمال نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ ان کی غزلوں میں حسن و عشق کے روایتی مضامین اور عشقیہ شاعری بہت زیادہ ہے۔ ان کی غزلوں میں عاشق کے دلوں کی واردات، حسن و عشق اور نفسیاتِ محبت کی باتیں ملتی ہیں۔ ان کی غزلوں کا بنیادی موضوع حسن و عشق ہے۔ مومن نے فلسفہ، اخلاق، تصوف اور دوسرے مضامین کی طرف کم توجہ دی ہے۔

مندرجہ ذیل شعر میں شاعر کہتے ہیں کہ میرا غم خوشی میں تبدیل نہیں ہو سکتا کیوں کہ میرے محبوب پر میرے غم کا کوئی اثر نہیں ہے۔ مومن کا یہ شعر خالص عشقیہ اور رومانوی شعر ہے اور اس میں انھوں نے تغزل کا استعمال کیا ہے۔

اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا رنجِ راحت فزا نہیں ہوتا

عشق کے روایتی کردار:

مومن خان مومن کی غزل گوئی کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ ان کے کلام میں جگہ جگہ عشق کے روایتی کردار یعنی عاشق، محبوب اور رقیب کا ذکر ملتا ہے۔ مندرجہ ذیل شعر میں ہمیں عشق کے روایتی کردار دکھائی دیتے ہیں اور اس شعر میں شاعر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب ہم اپنے محبوب کو دوسروں سے ہنستے بولتے دیکھتے ہیں تو خود کو بے بس محسوس کرتے ہیں اور خوب روتے ہیں۔

ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بے بسی سے ہم

ایک اور جگہ بھی عشق کے روایتی کردار نظر آتے ہیں۔ مندرجہ ذیل شعر میں مومن اپنے محبوب سے شکایت کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ رقیبوں سے بات کرنا اور چاہنے والے کو نظر انداز کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہاں شاعر کا مکالماتی انداز بھی نظر آتا ہے۔

ہم سے نہ بولو تم، اسے کیا کہتے ہیں بھلا انصاف کیجیے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

محبوب کا واضح تصور:

مومن خان مومن نے غزل کو سچ کہنا سکھایا۔ انھوں نے محبوب کا واضح تصور پیش کیا۔ انھوں نے پہلی مرتبہ غزل میں محبوب کو نسوانی پیکر میں پیش کیا اور محبوب کے لیے پردہ نشین کا لفظ استعمال کر کے محبوب کی صنف (Gender) کو واضح کیا۔ مومن نے غزل کو محبوب کے مذکر پنچے سے آزاد کیا۔ انھوں نے محبوب کے ہر پہلو مثلاً کردار، سیرت، صورت اور طور طریقوں کو پوری طرح واضح کیا۔

و حشت ہے عشق پردہ نشین میں دم بکا      منہ ڈھانکتے ہیں پردہ چشم پری سے ہم

جذبہ ادا اور ندرت خیال:

مومن کی شاعری کی نمایاں خصوصیت ان کی جذبہ ادا اور ندرت خیال ہے۔ مومن پرانے خیالات کو نئے اسلوب میں پیش کرنے کے ماہر ہیں۔ مندرجہ ذیل شعر میں شاعر نے محبت میں ناکامی اور اپنے دکھ کا اظہار منفرد انداز میں کیا ہے کہ محبت میں ناکامی اور محبوب کی بے رخی کی وجہ سے دل اس قدر کمزور ہو گیا ہے اسے ہاتھ کا سہارا دینا ضروری ہو گیا۔ محبوب کو دل کا حال کس طرح لکھ کر بھیجوں کہ لکھنے کے لیے ہاتھ کی ضرورت ہے مگر ہاتھ تو میرے دل کو تھامے ہوئے ہے۔ اس شعر میں مومن نے محبت میں ناکام عاشق کی تصویر کشی بھی کی ہے وہ اپنا ہاتھ دل پر رکھے بیٹھا ہے۔

حال دل یار کو لکھوں کیوں کر      ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا

ایہام گوئی اور تخلص کا پہلو دار استعمال:

مومن تخلص کا پہلو دار استعمال کر کے ایہام گوئی کرتے ہیں۔ ایہام گوئی سے مراد ذو معانی بات کرنا یعنی ایسی بات کرنا جس کے دو معانی اور مطلب ہوں۔ انھوں نے اپنے تخلص سے شاعری میں جتنے معانی اور مضامین پیدا کیے ہیں شاید ہی کسی اور شاعر نے کیے ہوں۔ وہ اپنے تخلص مومن کے مقابلے میں کافر، صنم اور بدعتی جیسے الفاظ استعمال کر کے ذو معانی بات کرتے ہیں جسے ایہام گوئی کہا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالیں ملاحظہ کیجیے:

کیوں سنے عرضِ مضطر اے مومنؔ صنم آخر خدا نہیں ہوتا  
 لے نام آرزو کا تو دل کو نکال لیں مومنؔ نہ ہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

محبوب سے نوک جھونک:

مومن کی شاعری کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ان کے کلام میں ہمیں جگہ جگہ محبوب سے ہونے والی نوک جھونک اور لڑائی کا ذکر بھی ملتا ہے مگر وہ اس لڑائی سے بھی لذت اور لطف اٹھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

کس کو ہے ذوقِ تلخ کامی لیک جنگ بن کچھ مزا نہیں ہوتا

محبوب کی بے وفائی اور بے رخی پر شکایت:

راونیتی غزل میں محبوب کی بے وفائی اور بے رخی پر شکایت نہیں کی جاتی۔ محبوب جتنا بھی بے وفا اور سنگ دل کیوں نہ ہو عاشق اپنی زبان پر شکایت کا ایک لفظ بھی نہیں لاتا لیکن مومن نے اپنی شاعری میں اس روایت کی تقلید نہیں کی۔ انھوں نے اپنا منفرد انداز اپناتے ہوئے محبوب کی بے وفائی اور بے رخی پر شکایت بھی کی ہے اور محبوب کو بے وفا بھی کہا ہے۔ مندرجہ ذیل شعر ملاحظہ کیجیے۔

بے وفا کہنے کی شکایت ہے تو بھی وعدہ وفا نہیں ہوتا

ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بے بسی سے ہم

ہم سے نہ بولو تم، اسے کیا کہتے ہیں بھلا انصاف کیجیے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

سہل ممتنع (سادہ اسلوب):

مومن کی شاعری ایک بڑی خوبی سہل ممتنع کا استعمال ہے۔ وہ آسان اور سادہ لفظوں میں بڑی باریک اور گہری باتیں بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں۔ ان کی شاعری میں مشکل فارسی تراکیب کے ساتھ ساتھ سہل ممتنع کی بھی بہت مثالیں ملتی ہیں۔

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

منظر کشی:

مومن کی شاعری میں ہمیں جگہ جگہ تصویر کشی اور منظر کشی بھی دکھائی دیتی ہے۔ مندرجہ ذیل شعروں میں وہ عاشق کی بے بسی اور محبت میں ناکامی کی تصویر کشی کر رہے ہیں۔

ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بے بسی سے ہم

حال دل یار کو لکھوں کیوں کر ہاتھ دل سے جدا نہیں ہوتا

معاملہ بندی:

مومن کو معاملہ بندی کا شاعر بھی کہا جاتا ہے۔ معاملہ بندی سے مراد راز و نیاز کی باتیں اور حسینوں سے چھیڑ چھاڑ کی باتیں ہیں۔ انھوں نے معاملہ بندی کو بڑے کمال سے برتا ہے۔ مومن کی شاعری میں صاف اور شائستہ قسم کی معاملہ بندی نظر آتی ہے۔ مومن تہذیب کے دائرے میں رہ کر جذبات عشق اور معاملات محبت بیان کرتے ہیں۔

ہم سے نہ بولو تم، اسے کیا کہتے ہیں بھلا انصاف کیجیے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم

بے وفا کہنے کی شکایت ہے تو بھی وعدہ وفا نہیں ہوتا

صنعتوں کا استعمال:

مومن کی شاعری میں جہاں سادگی نظر آتی ہے وہیں ساتھ ساتھ تشبیہات، استعارات، اشاروں اور رعایت لفظی کا استعمال بھی بڑی خوبصورتی سے کیا گیا ہے۔ سادگی کے ساتھ پرکاری ان کی شاعری کا حسن دوبالا کر دیتی ہے۔

کیوں سنے عرض مضطر اے مومن ضم آخر خدا نہیں ہوتا

لے نام آرزو کا تو دل کو نکال لیں مومن نہ ہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم

Noushad Ahmed